اے کارساز قبلۂ حاجات کارہا
آغاز کردہ ام تو رسانی بانتہا

الحمد للہ کہ دریں زمان ہدایت اقتران مثنوی مسمّیٰ بہ

غمِ محرّم

تالیف لطیف جناب مولوی محمد [illegible] ۱۲۹۰ [illegible] سیتاپور

مقام دہلی کشمیری دروازہ کٹرہ محسن علیخان متصل گلی موچیان

در مطبع یوسفی دہلی بحسن سعی
سیّد علی حسین طبع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد کے قابل فقط ہے اُسکی ذات
جس نے اک کُن سے بنائے کائنات

جس نے یہ ارض و سما شمس و قمر
ایک کُن سے کر دیا ہے جلوہ گر

جو کریم و خالق و سُبحان ہے
یہ جہاں سب جسکی ادنیٰ شان ہے

جس نے بخشے سب فضایل بالیقین
اپنی رحمت سے محمدؐ کے تئیں

حضرت آدمؑ کو خلافت کی عطا
اور خلیلؑ اللہ کی خلت دیا

حسن یوسفؑ اور کلام موسیٰؑ
زہد یحییٰؑ اور دم عیسیٰؑ نبی

الغرض ہر قسم کے تھے جو کمال
مجتمع تھے سب بفضل ذوالجلال

صرف اک رتبہ شہادت کا نہ تھا
ذات حضرت کو ملا اے خوش لقا

کیونکہ تھا شانِ نبوت کے خلاف
دین میں پڑ جاتا اس سے اختلاف

وہ بھی اُن کے قرۃ العینین کو
حضرتِ حق نے دیا حسنین کو

کیونکہ اُنکی ذات تھی حضرت کی ذات
تھے نواسے آپ کے وہ خوش صفات

ظاہر و باطن یہ دونو نیک تھے
دیکھنے میں دو تھے لیکن ایک تھے

مجملاً سُن لیجئے یہ ماجرا
بعد فوتِ مصطفیٰؐ و مرتضیٰؑ

اُٹھ گیا جب ہائے بیچارہ حسنؑ
رہ گیا تنہا حسینؑ پُر محن

کوفیوں نے مکر سے اور زور سے
آپ کو لکھے بہت خط دور سے

کرکے سو سو مکر اور دم بازیاں
آپ کو القصہ بلوایا وہاں

آپ کے ہمراہ خویش و اقربا
جانبِ کوفہ چلا یہ قافلہ

کربلا میں ظالموں نے گھیر کر
آپ کو رکھا بصد حالِ بتر

نار دوزخ اسقدر آئی پسند
چار جانب سے کیا پانی کو بند

پانی پیتے تھے مویشی سب تمام
آپ کے اوپر مگر پانی حرام

ننھے ننھے بچے روتے زار زار — حال پر ان کے فلک تھا اشکبار

رحم آیا ظالموں کو کچھ نہیں — ہوگئے آمادہ پرخاش و کیں

جسقدر وہاں تھے عزیز و اقربا — ایک اک کا سر کیا تن سے جدا

رہ گئے باقی فقط وہ تشنہ کام — بھوکے پیاسے یکہ و تنہا امام

وہ گلا جو تھا نبی کا بوسہ گاہ — چل گئی تلوار اس پر بے گناہ

ہل اٹھا اس رنج میں چودہ طبق — خون رونے کی نشانی ہے شفق

اے قلم یہ ذکر اب کب تک پڑھوں — آیت اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

بیان ذکر مجلس امامین علیہما السّلام

مومنو اب غور سے دیکھو ذرا — آج کل ہے ہر طرف کیا غل مچا

فرقۂ وہابیہ کے تابعیں — مستعد ہیں از پئے تخریب دیں

دین میں پھیلا رہے ہیں یہ فساد — پیشواؤں سے یہ رکھتے ہیں عناد

کرتے ہیں یہ فرقۂ وہابیہ — اختراعات جدیدہ واہیہ

مانع میلاد ہیں یہ بے خرد — محفل مولود کو کہتے ہیں بد

کچھ نہیں معلوم کیا کہتے ہیں یہ — فاتحہ کو بھی برا کہتے ہیں یہ

ہند میں ہے یہ جو معمول قدیم — یعنی از فضل خداوند کریم

عاشقان و جاں نثاران حسینؑ — طالبان حق محبان حسینؑ

ہوتا ہے ماہ محرم جب یہاں — تعزیت کرتے ہیں باسوز نہاں

مجلسیں کرتے ہیں ماتم کی بپا — پڑھتے ہیں باسوز و الحاں مرثیہ

یا کہ نقل روضۂ حضرت امام — ہیں بناتے باہزاراں احترام

دیکھکر یہ ذوق و شوق و ولولہ — منکرینوں کو بڑا صدمہ ہوا

یہ تو ہیں سب دشمن آل نبی — آگ سی ان کے دلوں میں جا لگی

ہوگیا ایسا چراغ عقل گل — یوں لگے کہنے یہ ناجائز ہے کل

سوچتے اتنا نہیں یہ بے حیا — کب سے جاری ہے یہ معمول ای فنا

ان دنوں تھی سلطنت اسلام کی — بات وہ رائج تھی جو تھی کام کی

گر خلافِ شرع ہوتا کچھ یہ کام — مٹ گیا ہوتا کبھی دنیا سے نام
کیسے کیسے گزرے ملا مولوی — منع پر کس نے کیا اس کو کبھی
مومنو سوچو ذرا اس بات کو — ہاتھ سے انصاف کو ہرگز نہ دو
آپ کے اُستاد اور پیروں کے پیر — تھے کمتر تھے کہ تھا علم کثیر
علم و فضل و زہد و تقویٰ میں کہو — اُن سے ہو تم بڑھ کے یا تھے تم سے دو
جب نہیں مانع ہوئے اُسکے کبھی — کیوں عداوت تم کو اس سے ہے اجی
ہائے سوچو تو ذرا اے مانعیں — کیسے کیسے ہو کے گذرے اہلِ دیں
بولو ہے کس نے کہا اس کو بُرا — کیوں عبث بکتے ہو تم بیفائدہ
جتنے عالم گزرے ہیں متقدمیں — کس نے رد کا اس کو بولو منکریں
کیا نہیں ہے یہ حدیثِ مصطفےٰ — کیا نہیں ہے یہ کتابوں میں لکھا

ما راٰہ المسلمون حسن فهو عند الله حسن

جو مسلمانوں نے سمجھا نیک کار — نیک ہے وہ کار نزدِ کردگار
کتنے دن سے اہلِ اسلام اجل — کرتے آئے ہیں بدل اسپر عمل
پڑگئی اب کیوں دلوں میں کھلبلی — تم کو اس سے کون سی ضد پڑ گئی
ہاں مگر کچھ ہے تو یہ اے منکرو — یعنی اس ماہ مبارک میں سُنو
ہوتی ہیں خیرات کی تیاریاں — کرتے ہیں سب لوگ شب بیداریاں
ہوتی ہے خیرات ازبس بیشتر — کرتا ہے صلواۃ خوانی ہر بشر
لوگ دروازوں پہ رکھتے ہیں سبیل — کرتے ہیں ذکرِ خدا کی قال و قیل
پڑھتے ہیں ذکرِ نبیؐ ذکرِ رسولؐ — پڑھتے ہیں ذکر امام اے ذی عقول
لوگ باسوز و دل و رنج و محن — واحسینا کہتے ہیں اور واحسن
فاتحہ کرتا ہے کوئی ذوق میں — مرثئے پڑھتا ہے کوئی شوق میں
قل ہو اللہ احد کوئی پڑھے — اور اللہ الصمد کوئی پڑھے
کوئی پڑھتا ہے درود کوئی نماز — کوئی کرتا فاتحہ کوئی نماز
چھوٹے سے لیکر بڑے تک ہر کوئی — محو ذکرِ آل و اصحابِ نبی
سچ بتاؤ تمکو سوگندِ خدا — کس لئے لگتا ہے یہ تمکو بُرا

ہو گیا ہے قلب کیوں ایسا سیاہ
کیوں نہیں بھاتا تمہیں ذکرِ الٰہ

ہاں مگر حالِ نبی سے بغض ہے
ہاں مگر آلِ نبی سے بغض ہے

ہر طرف ہو جب ندائے یاحسین
سچ ہے کیونکر دل تمہارا پائے چین

منکر و بے فائدہ کہتے ہو تم
کر دیا ہے تم نے عقل و ہوش گم

ہے حدیثوں میں تمام اسکا بیاں
کہہ گئے ہیں صاف شاہِ مرسلاں

من احبّهما فقد احبّنی ومن ابغضهما فقد ابغضنی

یعنی جس نے کی ولا حسنین کی
میرا پیارا اور محب ہے بس وہی

بغض رکھا جس نے ان دونوں سے وہ
بغض رکھا اُس نے مجھ سے مومنو

اور یہ بھی ہے کتابوں میں لکھا
جس طرح لکھتا ہوں لفظی ترجما

ہے پڑھا جاتا جہاں حالِ نبیؐ
اور حدیثِ عظمتِ آلِ نبی

بھیجتا ہے اُن پہ رحمت کبریا
ہوتے ہیں نازل ملائک واں سدا

ایسے اذکاروں کا شیطاں ہے عدو
اُس میں کیوں داخل ہوا جاتا ہے تو

جتنے گذرے اولیا و مقتدا
رات دن سب کا یہی شیوہ رہا

مجلسیں کرتے ہیں قایم وہ مدام
پڑھتے ہیں ذکرِ نبی ذکرِ امام

مولوی عبدالعزیز دہلوی
خود ولی ابن ولی ابن ولی

اپنے مکتوبات میں از بہرِ پند
در جوابِ سائلے فرمودہ اند

سال بھر میں مجلسیں اے دوستو
میرے گھر میں جسقدر ہوتی ہیں دو

ایک تو اوّل ربیع میں اے فتا
مجلسِ مولود ہوتی ہے بپا

دوسرے آتا ہے جب ماہِ حرام
جس مہینے میں گئے مارے امام

اس مہینے میں غرض عشرہ کے روز
ہوتی اک مجلس ہے پر اندوہ سوز

ہوتا ہے ہر اک طرف سے اژدہام
جوق جوق آتے ہیں ہر اک خاص و عام

چار صد یا پانصد کس یا ہزار
بلکہ اس سے بھی زیادہ بے شمار

لوگ ہوتے ہیں فراہم جسقدر
کرتے ہیں صلواۃ خوانی بیشتر

بعد ازاں پھر یہ فقیرِ ناتواں
بیٹھتا ہے آکے اُن کے درمیاں

پھر بیاں ہوتے ہیں حالاتِ امام
وہ شہادت کے مصائب سب تمام

وہ حدیثیں بھی بیاں ہوتی ہیں واں
جو فضیلت میں ہوئیں اُنکے بیاں

یعنی جو فرما گئے خیر البشرؐ
بر فضائلِ قاتلانِ بد سیر

اور پڑھے جاتے تھے غم کے مرثئے
وہ کہ جو جن دیری نے تھے پڑھے

اُم سلمہ اور اصحابوں نے تھا
اپنے کانوں اُس زمانہ میں سُنا

نیز اُن خوابِ موحش کا بیاں
جو کہ دیکھا تھا صحابوں نے عیاں

جس سے تھا معلوم ہوتا برملا
حال اندوہ جناب مصطفیٰ

الغرض حالِ شہادت سب کا آب
جب بیاں ہو چکتا اے نیکو لقب

بعدہ پنج آیت و ختم قرآں
ماحضر پر فاتحہ ہوتا تھا واں

اور اُس مابین میں اے نیکنام
کوئی خوش الحاں جو پڑھ دیتا سلام

یا کوئی مضمون ہی غم کا بھرا
یا کوئی آغاز کرتا مرثیا

کیا لکھوں کیا حال ہوتا تھا بیاں
ہوتے تھے حضار سر گرم فغاں

روتے تھے حضّار با حالِ خراب
اپنے کو کہتے ہیں یوں عالیجناب

مجھکو بھی ہوتی تھی رقت اے فتا
میں بھی چیخ اُٹھتا تھا کرتا تھا بکا

دیکھ لو اے مومنانِ پاک کیش
تھا یہی معمول مولانا ہمیش

وہ محدث دہلوی والا صفات
آفتاب ہند بھی بس جسکی ذات

فعل گر ممنوع یہ ہوتا ذرا
خود نہ پڑھتے خود نہ سُنتے مرثیا

منکرو بولو تو دیکھ اور بھال کے
اور گریباں میں ذرا منہ ڈال کے

مجلسوں کو منع کرتے ہو اگر
سوچ کر بتلاؤ تو کیا سوچ کر

اسقدر ہزیاں سرائی کب تلک
خودپسندی خود نمائی کب تلک

حضرتِ مخدوم وہ عالی دماغ
ہند میں جلتا تھا بس جنکا چراغ

اپنے ملفوظات میں لکھتے ہیں وہ
ہو اگر کچھ شک تو پڑھکر دیکھ لو

حضرت سیّد علی سبزوار
کرتے تھے زیر علم اپنا قرار

بھیجتے تھے دور بیں اصحاب کو
اپنے شاگردوں کو اور احباب کو

گشت کرتے تھے کبھی خود نیکنام
کرتے تھے وہ تعزیہ داری بدام

حضرتِ قدوہ نے یاروا اے اخی
ترک عاشورہ نہ فرمایا کبھی

حضرتِ اشرف جہانگیرِ زماں
اس طرح فرماتے تھے اے دوستاں

اتفاقاً ایک دن بہرِ خوش سیر
ایک بیاباں میں ہوا میرا گزر

دیکھتا کیا ہوں کہ قومِ جنیاں
سب ہیں مصروفِ عزاداری وہاں

از پئے تعزیتِ حضرت امام
ایک مجلس کا وہاں ہے اہتمام

شاہ جن نے باصد اخلاق وادب
اپنی مجلس میں کیا مجھکو طلب

الغرض حسب الطلب میں واں گیا
اور شریکِ گریہ وزاری ہوا

دیکھلو اے مومنانِ ذی عقول
بکتے ہیں وہابیہ ناحق فضول

انس سے لے جن تلک سب خاص و عام
رات دن کرتے ہیں اس کا اہتمام

منکروں کو چڑ گئی وہابیت
باز آتے ہیں نہیں احمق صفت

جتنے گذرے مقتدا و اولیا
رات دن سب کا یہی شیوہ رہا

بحرِ زخار اولیاؤں کی کتاب
معتبر اور مستند اور لاجواب

حضرتِ عنفران غوری کا بیاں
اس طرح مرقوم ہے یہ داستاں

یعنی جب ماہ محرم میں تمام
تعزیت کرنے لگے سب خاص و عام

تھا کہیں ماتم کسی جا مرثیہ
تھا کہیں نوحہ کسی جا مرثیہ

میرے دل میں خطرہ آیا اُس گھڑی
یعنی یہ جو رسم ہے جاری ہوئی

حضرتِ احمدؐ وہ شاہِ مرسلاں
اس سے ہیں ناراض یا ہیں شادماں

اپنی امّت سے غرض اس کام میں
خوش ہیں یا ناراض اس ایام میں

خواب میں یہ دیکھتا ہوں رات کو
چار سو ہے حشر برپا دوستو

روئی کے گالے کے مانند اے فتا
سب درخت و کوہ ہے بس اُڑ رہا

الغرض میں بھی اڑا بر آسماں
اور دیکھا واں پہ عالیشاں مکاں

یہ صدا واں پر سنی باشور وشین
اُس محل سے دمبدم حسنؑ و حسینؑ

تھا تعجب دیکھ سُن یہ ماجرا
اتنے میں اک شخص آ کے مل گیا

اُس سے پوچھا میں نے اے مردِ خدا
دمبدم آتی ہے یہ کیسی صدا

تب کہا اُس نے کہ ہی کیوں شک میں تو
سُن لے مجھ سے اس صدا کی گفتگو

وہ جنابِ فاطمہؑ کے نورِ عین
وہ جناب ابنِ علیؑ حسنؑ و حسینؑ

مصطفیٰ کے باغ کے دو گلعذار
گلشنِ بنوی کے یہ دو نوبہار

یعنی وہ چشمِ علیؑ جانِ بتولؑ
نورِ دیدہ سے دلبتانِ رسولؑ

آہ با ظلم و ستم بے خوف و باک
اُن کی امت نے کیا اُن کو ہلاک

زہر سے اِک کا ہوا قصہ تمام
دوسرا بھوکا پیاسا تشنہ کام

با ہزاراں رحمت و رنج مزید
کربلا میں خود ہوا یارو شہید

اُسکا ماتم ہے زمیں سے تا فلک
اِس الم میں روتے دھوتے ہیں ملک

اِس الم میں ہیں جناب مصطفیٰ
اِس الم میں ہیں جناب مرتضیٰ

فاطمہؑ زہرا کو ہے جو کچھ قلق
سینہ ہوتا ہے بیاں سے اُسکے شق

یہ جو اے مستفسرِ فرخندہ خو
یہ صدا اِسوقت جو سنتا ہے تو

حضرتِ خاتونؑ کی ہے یہ صدا
کرتی ہیں بیٹوں کا ماتم برملا

حوریانِ خلد نے آج آپ کو
اِس میں ہے مشغول رکھا دوستو

اب بیاں کرتا ہے وہ حق کا ولی
یعنی جبدم خواب سے آنکھیں کھلی

میں نے جانا یہ نہیں تھا مجھکو خواب
کھل گیا یہ سرِّ پوشیدہ کا باب

یعنی جو خطرہ کہ میرے دل کو تھا
اُس کو یوں مکشوف حق نے کردیا

اہلِ دُنیا کا یہ ماتم بالیقیں
ہے نشانِ ماتمِ خلدِ بریں

منکروں کو شرم آنا چاہیے
خوفِ حق سے خوف کھانا چاہیے

دشمنِ اسلام بنتے ہو بھلا
باز آؤ اِس فضولی سے ذرا

دیکھ لو للہ علماؤں کا قول
کب تلک بکتے رہوگے اول فول

دیکھو کیا فرما گئے علمائے دیں
رحمۃ اللہ علیہم اجمعیں

ذی خرد کے واسطے اے خوش بیاں
اِسقدر کافی اشارہ ہے یہاں

گر مفصل چاہو حالِ تعزیہ
پڑھ لو ارشاد النعیم و تنبیہ

ختم کر اب یہ رسالہ اے حلیمؔ
خوب ہے بہر ہدایت مستقیم

تمام شد